رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵ رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۵۹۵

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور قادیان

ایڈیٹر:
ایس محمد یوسف

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے۔ تین روپے
" ششماہی " ایک روپیہ بارہ آنے
چندہ سالانہ سرپرستوں سے۔ عشر
" " امراء " عشر
" " والیان ریاست سے پچیس روپے
" ممالک غیر سے ..
..... ۱۰ شلنگ

مستقل قواعد

(۱) اسلام کی خوبیوں اور برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اسکی فضیلت ظاہر کرنا (۲) دنیا میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو ادا کرنا (۳) معترضین کے حملوں کا کامل و صحیح جواب دینا۔
(۴) راعی اور رعایا کے تعلقات کو مضبوط اور مستحکم بنانا۔

جلد ۳۳ | اخبار نور قادیان دارالامان مورخہ ۳ اگست ۱۹۴۳ء مطابق یکم شعبان ۱۳۶۲ھ | نمبر ۱۰

مختصر نوٹ

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ

جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے الحمد للہ کلام مجید کے گورمکھی ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن چھپ رہا ہے۔ اور یہ سب اعلیحضرت حضور تاجدار بھوپال خلد اللہ ملکہ، کی نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ دوسرے ایڈیشن کے پروفوں کا زور ہے۔ اور مجھے اس مقدس شغل میں وہ روحانی سرور حاصل ہو رہا ہے۔ جو بیان سے باہر ہے۔ گو مجھے ذیابیطس کا عارضہ ہے اور ڈاکٹروں کی ہدایت ہے۔ کہ میں دماغی محنت کو کم کر دوں مگر اس مقدس شغل میں مجھے وہ لطف آتا ہے کہ میں اپنے آپ کو بھول جاتا ہوں۔ پہلے ایڈیشن نے جو شاندار اثر گورمکھی دان طبقہ پر ڈالا۔ نور کے ناظرین اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہ سو شہیدی سکھوں اور ہندوؤں کے ہاتھوں میں ہی گیا ہے۔ اور خدا کے کرم سے یہ دوسرا ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے بھی زیادہ کامیاب رہے گا۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَآءُ ۔

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کا گورمکھی ترجمہ

اس کتاب کا اردو ایڈیشن خدا کے فضل سے اتنا کامیاب رہا۔ کہ ملک کے چوٹی کے اخبارات اور چوٹی کے لیڈروں نے یہ کہا کہ سکھوں میں تبلیغی نقطۂ خیال سے یہ کتاب اپنی نظیر آپ ہے۔ اور اس کی وسیع اشاعت سکھوں اور مسلمانوں میں نہایت خوشگوار نتائج پیدا کر سکتی ہے۔ ملک کے بڑے بڑے لیڈروں کی خواہش تھی کہ اس کا گورمکھی ترجمہ جلد سے جلد شائع کیا جائے۔ مگر قرآن مجید کے گورمکھی اور ہندی تراجم اور حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی گورمکھی اور ہندی سیرت کے کام میں میری مصروفیت اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ کہ مجھے سر کھجلانیکی بھی فرصت نہیں تھی۔ اور میں نے ۲ بجے کا کھانا بھی ترک کر دیا تھا۔ جو بدستور اب بھی ترک ہے۔ فرصت کا تو اب بھی قریباً وہی حال ہے مگر اب عزم یہی ہے۔ کہ اس مقبول عام کتاب کا جلد سے جلد گورمکھی ترجمہ شائع کر دیا جائے۔ کیونکہ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں جو کار خیر بھی انجام پا سکے بسا غنیمت۔ دوست میرے لئے دعا کریں کہ خدا تعالےٰ میرے اس نیک ارادہ کو جلد سے جلد پروان چڑھائے ۔

ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب

(۱۴)

یہ باب اسلام پر نکتہ چینی پر مبنی ہے۔ اس کے کچھ حصے کا جواب آپ نور کے اس پرچہ کے صفحہ ۲-۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔ اس سے آپ ایک حد تک اندازہ لگا سکیں گے کہ بانی آریہ سماج سوامی دیانند کی یہ نکتہ چینی کہاں تک معقولیت پر مبنی ہے۔ بلاشبہ نکتہ چینی کا طریق بہت ہی دلخراش ہے۔ جناب گاندھی جی نے سچ فرمایا تھا۔ کہ "ایسے مشہور لیڈر کی ایسی مایوس کن کتاب کم دیکھنے میں آئی ہوگی"۔ اگر آریہ سماج اس باب کو دور کر سکے تو یقیناً یہ اس کا ملک پر بڑا احسان ہوگا۔ اگر وہ ایسا نہیں کر سکتی۔ تو پھر کم از کم نکتہ چینی کی مناسب اصلاح کر دے۔ ورنہ جبتک یہ باب اس صورت میں موجود ہے مسلمانوں اور آریوں میں تلخی برابر قائم رہے گی۔ نہ صرف مسلمانوں میں ہی بلکہ عیسائیوں، سکھوں، سناتنیوں اور بدھوں وغیرہ میں بھی۔ کیونکہ سوامی جی نے اپنی نظر کرم سے کسی فرقہ کو بھی محروم نہیں رکھا۔

نیا قدم

پچھلے دنوں یہ خبر مشہور تھی۔ کہ کچھ آریہ سماجیوں نے یہ تہیہ کیا ہے۔ کہ وہ ستیارتھ پرکاش کی دس ہزار کاپیاں سندھ میں مفت تقسیم کریں۔ ۲۰ جولائی کا شہباز لکھتا ہے۔ کہ آج کے ملاپ نے اس مضمون کا اعلان کیا ہے کہ "آریہ پراویشک پرتی ندی سبھا کے کارکنوں نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی ایک ہزار کاپیاں مفت یا معمولی قیمت پر تقسیم کی جائیں"۔

یقیناً آریہ سماج کی یہ پیش قدمی ہندوستان کی فضاء میں عموماً اور صوبہ سندھ کی فضاء میں خصوصاً ایک نئے باب کھولنے کا موجب ہوگی۔ کچھ اور نہیں تو کم از کم ملکی امن کی خاطر ہی آریہ سماج کو اپنے اس فیصلہ پر غور کرنا چاہیئے ۔

نور مفت ازراہ کرم تحریک جدید نے سکھوں میں اشاعت کیلئے نور کا سو پرچہ منظور فرمایا ہے۔ لہذا خواہشمند سکھ اور ہندو صاحبان اپنی درخواستیں جلد بھجوائیں جنکی درخواستیں پہلے آئیں وہی حقدار ہوں گے ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ❊ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ستیارتھ پرکاش کا چودھواں باب

تمہید۔ (۱) دُنیا میں ہر خیال ہر مذہب۔ ہر رائے کے موافق و مخالف ہمیشہ ہوتے رہے اور ہیں۔ محض خلاف سے کسی امر حق باطل نہیں ہو سکتا۔ (۲) اسلام و قرآن پاک پر اعتراضات کئے جاتے ہیں۔ اس سے ہرگز اسلام کی شان نہیں گھٹ سکتی۔ (۳) سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب میں جو اعتراضات کئے ہیں ان کے الفاظ کو نقل کرتے ہوئے بطور مذاکرہ و مکالمہ ہم ان کے جوابات کیطرف رہبری کرتے ہیں۔ (۴) سوامی جی نے آیتوں کا ترجمہ جو کچھ لکھا ہے ہم اسے امتیاز کے لئے عربی رسم الخط میں لکھیں گے۔ اور لفظ آریہ لکھ کر ان کی اعتراضی عبارت اور لفظ مُسلم لکھ کر جواب تحریر کریں گے۔

اغاز

(۱) شروع ساتھ نام اللہ بخشش کرنیوالے مہربان کے (آیت اوّل)

آریہ۔ مسلمان لوگ ایسا کہتے ہیں۔ کہ یہ قرآن خدا کا کلام ہے لیکن اس قول سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کا بنانیوالا کوئی دوسرا ہے۔ کیونکہ اگر خدا کا بنایا ہوتا۔ تو شروع ساتھ نام اللہ کے۔ ایسا نہ کہتا۔ بلکہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے ایسا کہتا۔

مُسلم۔ (۱) ہر پاک کتاب بالخصوص کتب الہیہ میں سب سے پہلے خدا کا نام اس لئے لیا جاتا ہے کہ ہر شخص سمجھ سکے کہ اس کتاب کو خدا کے پاک سے خاص نسبت ہے۔

(۲) شروع ساتھ نام اللہ کے۔ یہ ترجمہ بھی اچھا نہیں بلکہ پڑھتا ہوں ساتھ نام اللہ کے صحیح و اصلی ترجمہ ہے کیونکہ بِسْمِ اللّٰہِ کی باء جارّہ کا متعلق اَقْرَءُ ہے۔ اس لئے کہ خدا تعالےٰ نے جو سب سے پہلی آیت نازل فرمائی وہ اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ہے۔ اس آیت کے ذریعہ پہلی تعلیم یہی دی ہے۔ کہ خدا کے نام سے پڑھو۔ پھر یہاں خدا کے نام سے پڑھنے کا طریقہ بھی بتا دیا۔ تاکہ ہدایت و تعلیم مکمل ہو جائے۔ (۳) یہ کیا ضروری ہے۔ کہ ہر کتاب جو انسانوں کی ہدایت کے لئے ہو اس کے آغاز پر یہ لکھا جائے کہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے۔ اگر ضروری ہو تو بتایا جائے۔ کہ کیا ویدوں کے شروع میں ایسا لکھا گیا ہے۔ کہ شروع واسطے ہدایت انسانوں کے نہیں تو ویدوں پر بھی اعتراض ہے۔ (۴) پھر قرآن شریف تو اپنے ہدایت ہونیکا بار بار اعلان کرتا ہے۔ آیات ذیل پر غور فرمایئے۔

(۱) الٓمّٓ۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ۔

(۲) اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ

(۳) كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِیْمٍ خَبِیْرٍ

(۴) قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِیْنٌ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ۔

(۵) هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى۔

پس قرآن ہی میں یہ ہے۔ کہ قرآن تمام انسانوں کی ہدایت کے واسطے نازل کیا گیا۔ غرضکہ خدا کے نام لینے کی ہدایت و تعلیم بھی دیگئی۔ اور بسم اللہ میں بندوں سے اس ہدایت و تعلیم پر عمل بھی کرایا گیا۔

آریہ۔ اگر انسانوں کو نصیحت کرتا ہے کہ تم ایسا کہو تب بھی درست نہیں۔ کیونکہ اس سے گناہ کا شروع بھی خدا کے نام سے ہونا صادق آئیگا۔ اور اس کا نام بھی بدنام ہو جائے گا۔

مُسلم۔ غور کیجئے۔ گناہ کا شروع خدا کے نام سے ہونا کیوں صادق آئے گا۔ (۱) یہاں تو گناہ کا ذکر بھی نہیں (۲) کوئی کمزور سے کمزور مسلمان بھی گناہ پر خدا کا نام لیکر اسکی بے وقعتی نہیں کر سکتا۔ اس لئے کہ خدا کی تعظیم و ادب جان و ایمان ہے۔

(۱) سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى۔ (۲) سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا۔ (۳) لَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ۔

(۴) لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ۔

(۵) وَذَرُوا الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اَسْمَآئِهٖ سَیُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ۔

اسی قسم کی اور بھی کثیر التعداد آیات میں مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ خدا کے نام کی پاکی بیان کرو۔ اسکی وقعت و احترام کا خیال رکھو۔ بے ادبی نہ کرو۔ پھر ہمارے آقا و نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صاف فرما دیا کل امر ذی بال لم یبدء باسم اللہ فھو ابتر یعنی **ہر نیک کام** پر خدا کا نام نہ لیا جائے تو وہ بے برکت رہتا ہے۔ پس خدا کا نام مسلمان نیک کام پر ہی لیا کرتے ہیں۔

آریہ۔ اگر وہ بخشش اور رحم کرنے والا ہے تو اس نے اپنی مخلوق میں انسانوں کے آرام کے واسطے دوسرے جانداروں کو مار سخت۔ ایذا دلا۔ ذبح کرا کر گوشت کھانے کی انسان کو اجازت کیوں دی۔ کیا وے ذی روح بے گناہ خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں؟

مُسلم۔ (۱) خَلَقَ لَكُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا یعنی زمین کی تمام چیزیں خدا نے انسان کے فائدے کے لئے بنائی ہیں۔ اسی لئے تمام دُنیا کے لوگ دُنیا کی اشیاء سے فائدے اٹھا رہے ہیں۔ بیشک جن چیزوں کا کھانا حکمت کے لحاظ سے مضر اثر رکھتا ہے۔ وہ چیزیں شریعت نے بھی حرام ٹھہرائی ہیں۔ بے شک تمام جانور خدا کے بنائے ہوئے ہیں۔ پھر اسی نے یہ رحمت کا قانون جاری کیا ہے۔ کہ جانوروں کو حیوانی قالب سے نکال کر ان کا گوشت استعمال کرا کر انسانی قالب میں پہنچایا جائے۔ اس کی مثال یوں سمجھئے۔ کہ ایک ٹوٹا پھوٹا مکان ہو اسے بالکل منہدم کر کے پختہ مکان تعمیر کرا دیا جائے۔ اسی طرح حیوانی شکل سے کسی جاندار کو انسانی شکل میں پیوست کر کے اسے معزز مکرم بنانا کسی عاقل کے نزدیک قبیح نہیں ٹھہر سکتا۔

(۲) ویدک دھرم کے موافق جبکہ تمام حیوانات کرم کا پھل بھوگ رہے اور کئے کی سزا پا رہے ہیں۔ تو کسی مسلمان پر اعتراض کرنا بے انصافی ہے۔ کیونکہ وہ ذبح کر کے ان حیوانات کو قید اور سزا سے چھڑا لیتا ہے۔ ایسی حالت میں تو وہ شکریہ کا مستحق ہے۔ (۳) یہ فقرہ کہ کیا وے ذی روح بے گناہ خدا کے بنائے ہوئے نہیں ہیں؟ ایک عجیب بات ہے بے گناہ کس طرح سے کہا جاتا ہے۔ جبکہ دوسری طرف یہ اعتقاد ہے کہ جانوروں کو حیوانی جون ہی گناہوں کے سبب ملی ہے۔

(۴) میرے مہربان ذرا ستیارتھ پرکاش تیرھواں باب صفحہ ۶۲۳ کی یہ عبارت ملاحظہ فرمائیں "مذبح (ویدی) کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنانے اور سو خشنی قربانیاں چڑھانے (ہوم کرنے) کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں"

یہ حوالہ پکار پکار کر کہتا ہے۔ کہ ذبح کے احکام ویدوں میں ہیں۔ اور اس طور پر کہ گویا اصل ذبح کا حکم ویدوں میں ہی ہے۔ پھر قرآن پاک پر اعتراض کیسا؟ ایک اور حوالہ ملاحظہ کیجئے۔ ستیارتھ پرکاش دسواں باب صفحہ ۳۵۹ یہ کام الراکین سلطنت کا ہے کہ جو جانور یا آدمی ایذا رساں ہوں۔ ان کو سزا دیویں۔ اور جان سے بھی مار ڈالیں۔ (س) پھر کیا ان کا گوشت پھینک دیں۔ (ج) خواہ پھینک دیں خواہ کتے وغیرہ گوشت خوروں کو کھلا دیویں۔ خواہ کوئی گوشت خور کھا دے تو بھی دنیا کا کوئی نقصان نہیں ہوتا۔

اس حوالہ سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ مردم خوری بھی ستیارتھ پرکاش میں جائز ہے کیونکہ سوال میں ایذا رساں آدمی کو بھی مار ڈالنے کے لئے حکم ہے۔ پھر اس کے کھانے کے متعلق یہ بھی کہا ہے۔ کہ خواہ کوئی گوشت خور کھا دے تو دنیا کا نقصان نہیں ہوتا۔ معلوم ہوا کہ اس مرے ہوئے آدمی کو گوشت خور کھا سکتا ہے۔ یہ سوامی جی کا فرمان ہے۔ مگر پاک اسلام نے ہرگز ہرگز ایسا جائز نہیں رکھا۔ کہ آدمی کو آدمی کھا جائے۔ ہاں مالک الملک کے رحم و فضل نے حیوانوں کو ترقی و ارتقا دینے کے لئے بچند شرائط ذبح کی اجازت دی ہے۔ جو ان کے حق میں بھلائی ہے۔ ورنہ آخر ایک دن بھیڑ بکری وغیرہ خود ہی موت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس سے بہتر یہ ہے۔ کہ اس کے اجزاء انسانی اجزاء سے مل جل کر کچھ نہ کچھ انسانی شرف حاصل کر لیں۔

آریہ۔ اور یہ بھی کہنا تھا کہ خدا کے نام پر غمدہ باتوں کا شروع خراب باتوں کا نہیں۔ یہ الفاظ مبہم ہیں۔

مسلم۔ مبہم تو کچھ نہیں صرف غور و تدبر کی ضرورت ہے۔ ہم بتا چکے اچھی باتوں میں خدا کا نام لیا جاتا ہے۔ پھر یہاں تو قرآن کو پڑھنے میں مسلمان یہ کہتا ہے۔ میں پڑھتا ہوں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کا ترجمہ ہی غلط ہے۔ پھر اس کی بنا پر اعتراض اور غلط ٹھہرا۔

آریہ۔ کیا چوری۔ زناکاری۔ دروغگوئی۔ ادھرم کا آغاز بھی خدا کے نام پر کیا جائے۔

مسلم۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ (پہلے مفصل بتایا گیا ہے۔) بلکہ یہ باتیں ہی قطعاً نہ کی جائیں۔

آریہ۔ اس وجہ سے دیکھ لو۔ کہ قصاب وغیرہ مسلمان بکرے وغیرہ کی گردن کاٹنے میں بھی بسم اللہ اس کلام کو پڑھتے ہیں؟

مسلم۔ چونکہ تناسخ کے نقطۂ نظر سے ذبح کرنا ایک قیدی کو قید سے چھڑانا۔ ارتقاء کے نقطۂ خیال سے ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت میں پہنچانا ہے۔ اور درحقیقت خدا کی مخلوق کو آرام (یعنی حیوانی زندگی سے انسانی اشرف زندگی میں لے آنا خود مذبوح کے لئے بھی راحت ہے) اس لئے خدا کی مرضی کے ماتحت ایک نیک کام ہے۔ اس لئے بسم اللہ پڑھنا مناسب بلکہ انسب بلکہ ضروری ہے۔ اس پر اعتراض کرنا غلط ہے۔

آریہ۔ جب یہی اس کا مذکورہ بالا مطلب ہے تب ہی تو برائیوں کا آغاز بھی مسلمان خدا کے نام پر کرتے ہیں۔

مسلم۔ غلط بالکل غلط ہے۔

آریہ۔ اور مسلمانوں کا خدا رحیم بھی ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس کا رحم ان حیوانات کیلئے نہیں۔

مسلم۔ رحیم ہونے کے باعث ہی تو اس نے جانوروں کے لئے ارتقائی عروج و شرف یابی کا راستہ کھول دیا ہے۔ اس کی رحمت حسب مواقع سب کو محیط ہے۔ ورحمتی وسعت کل شیء۔

مسلم۔ ہم اس کا مطلب جانتے ہیں اور دوسرے کو بھی بتا سکتے اور بتاتے ہیں۔ اس کے نازل ہونے کا ایک فائدہ نہیں ہزاروں فائدے ہمیں پہنچ رہے ہیں آپ اگر انصاف کریں تو آپ کو بھی بہت فائدے پہنچ سکتے ہیں۔

آریہ۔ اگر مسلمان لوگ اس کے معنے اور کرتے ہیں تو پھر اصل مطلب کیا ہے؟

مسلم۔ کاش ستیارتھ پرکاش لکھنے سے پہلے ایسی تلاش کر لیتے تو بہتر ہوتا۔ مطالب اصلی سمجھنے پر اسقدر اعتراضات و شبہات میں پڑنے کی تکلیف نہ اٹھانا پڑتی۔ ہمیں افسوس و شکایت یہی ہے۔ کہ اعتراض کرنے میں جلدی اور قلت تدبر سے کام لیا گیا جو بہت سے بندگان خدا کے حق میں برا ثابت ہوا۔ لیکن ہم پھر بھی تمام بنی نوع کی خدمت اور ہمدردی کے لئے انہیں حق سنانا سمجھانا کار ثواب یقین کرتے ہیں۔ کاش! انہیں بھی ہماری دلسوزی کا یقین ہو۔

سب تعریف واسطے اللہ کے جو پروردگار عالموں کا بخشش کرنیوالا مہربان ہے:۔

آریہ۔ اگر قرآن کا خدا دنیا کا پروردگار ہوتا اور سب پر بخشش اور رحم کرتا۔ تو دوسرے مذاہب والوں اور حیوانات وغیرہ کو بھی مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل کرانیکا حکم نہ دیتا؟

مسلم۔ خدا تعالےٰ بے شک پروردگار اور سب پر بخشش و رحم کرنیوالا ہے۔ جبھی تو جانوروں کو بھی ترقی و عروج و شرف بخشنے کے لئے یہ قانون مقرر فرمایا کہ انسان ان کے اجزاء کو استعمال کر کے انہیں مرتبۂ شرف انسان تک پہنچائیں۔ دوسرے مذہب والوں کو مسلمانوں کے ہاتھ قتل کرانے کے متعلق جو کہتے ہو۔ یہ غلطی ہے۔ مسلمان ہرگز کسی پر ہاتھ نہیں اٹھاتے ہیں۔ جب تک وہ مخالف کے ہاتھ سے تنگ نہ آجائیں اور خطرہ کے وقت مدافعت کرنا تو کسی عقلمند کے نزدیک قابل اعتراض بات نہیں ہے۔

(۱) اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ (۲) وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (۳) فَمَنِ اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ فَاعْتَدُوْا عَلَیْہِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدٰی عَلَیْکُمْ۔ آیات مذکورہ میں یہی فرمایا گیا ہے۔ کہ مسلمان دوسرے مذہب والوں کو ہرگز قتل نہ کریں۔ ہاں اگر دوسرے مذہب والے بالکل سر پر چڑھ آئیں۔ اور خون کے پیاسے جان کے لیوا بن جائیں۔ تو مسلمان اپنی جان کی حفاظت کے لئے مدافعت کریں۔ اس صاف اور انصاف پر مبنی حکم پر اعتراض کرنا چاند پر تھوکنا نہیں تو اور کیا ہے؟

تفسیر کبیر | یہ ایک نایاب چیز ہے جس صاحب کو ضرورت ہو وہ تیس روپیہ پروفیسر عبدالمجید خانصاحب کمپیونڈر سپنری قلات ریاست (بلوچستان) سے خط و کتابت کر کے لے سکتے ہیں صاحب موصوف کے پاس صرف ایک جلد ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ✦ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

حضرت اورنگ زیب اور گورو تیغ بہادر جی

(سلسلہ کیلئے دیکھو نور ۱۷ر جولائی)

گیانی گیان سنکھ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ سکھ گورو صاحبان کے خاندان کے لوگوں نے گورو صاحبان کے خلاف گوریائی کی گدی کے سلسلہ میں مقدمہ بازی بھی کرنے سے دریغ نہیں کیا۔ چنانچہ گورو تیغ بہادر صاحب کو گوریائی کی گدی سے الگ کرنے کے لئے بہت کوششیں کی گئیں۔ حتیٰ کہ آپ پر ایک مرتبہ بندوق سے فائر بھی کئے گئے۔ تاکہ آپ کا کام تمام کر کے گوریائی کی گدی پر قبضہ کیا جائے لیکن گورو صاحب بچ گئے۔ اور مخالفین کا یہ منصوبہ ناکام رہا۔ پھر ایک مرتبہ گورو رام رائے نے گوریائی کی گدی گورو تیغ بہادر سے چھیننے کے لئے مقدمہ بھی دائر کیا۔ اور دعوے میں یہ لکھا۔ کہ میرا چھوٹا بھائی ہرکرشن فوت ہوگیا ہے۔ اور اس کے بعد گوریائی کا میرا حق ہے۔ اس لئے اس کے بعد مجھے گدی دلوائی جائے۔ گیانی گیان سنکھ صاحب اس مقدمہ کا ذکر مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے:۔

"تیغ بہادر سنگ ورہارے
لوگ درس ہت گورڈھک آویں
بانجھت پائے دھام رنج جاویں
بھیر رہے گوردوار اپاریں
لگہے دولت جنس انباریں
سوڈھی پیکھ پیکھ جسرہی
سنگت تئیں سکھاون کرہی
پیہے سکھ تنوں کی مانے
یاں تے اون دوکھ پائے مہانے
رام رائے کو بل سکھرایو
تس تے دعوے پن کرایو
دھیرمل لو سوڈھی سارے
دین گواہی ہت بھئے تیارے
رام رائے ایہہ دعوے کیو
گدی اپنا حق ٹھہریو
ہری کرشن تھا مم لگھو بھائی
تاہیں دست پہونچت مجھ تائیں
وہ بالک بے میں ہی گذرے
یاں تے بس پر ہے مم عذرے
سونج بابے کو کہہ گئے
بالک عمر میں گیانت نہ تھئے"

(پنتھ پرکاش صفحہ ۱۱۳)

یعنی گورو تیغ بہادر صاحب کے پاس کثرت سے سکھ درشنوں کے لئے آتے تھے۔ اور بے شمار نذریں پیش کرتے تھے۔ گوردوارے میں خوب بھیڑ بھاڑ رہتی تھی۔ گورو صاحب کے خاندان کے لوگ یہ سب کچھ دیکھ کر بہت جلتے تھے۔ اور لوگوں کو گورو صاحب کے خلاف اُکساتے تھے لیکن سکھ اُن کی باتوں کیطرف کوئی توجہ نہیں دیتے تھے۔ اس پر انہوں نے شری رام رائے صاحب کو اُکسایا۔ اور گورو تیغ بہادر کے خلاف دعویٰ دائر کروا دیا۔ دھیرمل اور دوسرے سوڈھی گواہی دینے کے لئے تیار ہوگئے۔ رام رائے نے یہ دعویٰ کیا۔ کہ ہری کرشن میرا چھوٹا بھائی تھا وہ چھوٹی عمر میں ہی فوت ہوگیا ہے۔ اس کے بعد گدی کا میرا حق ہے۔ گدی مجھے دلوائی جائے۔

اس دعویٰ پر اورنگ زیب نے کچھ سوالات کئے جن کا ذکر گیانی صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کیا ہے

نورنگ بوجھیو تانکو ایسے
شکتی یت وہ ہوت کہ ناہی
اَر تیں شکتی کہاں تے پائی
جے گادی عظمت یُت ہیئی
سو عظمت یت نشچے ہوئی
اَر سکھ حکم تاہیں جے منہے
اَر تم شکتی جہاں تے پائی
یاں تے کیوں کر تنگھن بنے ہو
جو گورگادی پر نر بیسے
سکھ حکم تنہ منت کر ناہی
گور گھر تے کے انت لہائی
تو تس پر پھر جور تھپیئی
عمر پریں منحصر نہ کوئی
تو دے گئے تاہیں جنہ بنہے
پھر کیوں تن سوں کرت لڑائی
تم سمرتھ نیاری کرے ہو

(پنتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴)

اس کے بعد اورنگ زیب نے اس مقدمہ کا جو فیصلہ کیا وہ بالکل اسلامی روایات کے مطابق تھا۔ گیانی صاحب لکھتے ہیں کہ اورنگ زیب نے مندرجہ ذیل فیصلہ صادر فرمایا

اَر اہہ گورسکھی کا ناطہ
من چت ملے تو میلا چیلہ
تعلق ناہے حکومت کو ہے
اَر خود جیوت پدر تمہارے
حکم تعمیل انہوں کا سکھیں
آہے پریم کا لکھو بکھیا تا
ناہے ناں کاہے ہوت دھیلا
سردھاک مان نہ جگ میں ہے
تم کو جب کر گئے کنارے
کیوں تو ہے خوش ہوئے نہ پکھیں

تو وہ اب تو ہے کیس پوجے ہیں
منے تو بے مکھ گورتے تھے ہیں

یوں ہم سو نہ سکیں دلائے
کریں اندل تو دونخ جائے
ہم جاگیر تو ہے ہمیت گذارے
دے ہیں لیو جہاں من دھارے
اَر سکھی نج نئی بہنے ہو
بنو شیر کیوں گیدڑ تھے ہو
رام رائے ایہہ مانکر لئی جاگیر لکھائے
تھریو دون گڑھوال میں دیہرا اب جو کھائے
عرضی خارج ہو نبھئی رام رائے کی ایس
دھیرمل لو ہار گئے سوڈھی کرتک ٹیس

(پنتھ پرکاش صفحہ ۱۱۴)

یعنی گورسکھی کا ناطہ صرف پریم کا ناطہ ہے۔ من ملے کا میلا اور گورو ملے کا چیلہ والی بات ہے۔ آپ کے اس مقدمہ سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔ اور پھر خود آپ کے باپ بھی اپنی زندگی میں آپ کو گدی سے الگ کر گئے ہیں۔ اور سکھ ان کے حکم کی تعمیل کر رہے ہیں۔ وہ آپ کو کس طرح گورو مانیں گے۔ اور اگر وہ آپ کو مانیں تو اس طرح گورو سے بے مکھ ہو جائینگے ہم اس طرح آپ کو گدی نہیں دلا سکتے۔ اگر ہم بے انصافی کریں تو دونخ میں جائیں گے۔ ہم تمہارے گذارے کے لئے اپنے پاس سے جاگیر دے دیتے ہیں اور جہاں آپ کا دل چاہے لے لیں۔ اور تم خود لوگوں کو سکھ بنائیں۔ اور شیر بن کر رہو گیدڑ کیوں بنتے ہو۔

گورو رام رائے صاحب نے اورنگ زیب کی اس بات کو مان لیا اور ڈیرہ دون میں جاگیر حاصل کر لی۔ اس طرح اورنگ زیب نے رام رائے کا وہ دعوے جو اُس نے گورو تیغ بہادر سے گدی چھیننے کے لئے کیا تھا خارج کر دیا۔ دھیرمل اور دوسرے سوڈھی ہار کھا کو شرمندہ ہو گئے۔

اس حوالہ سے یہ بات نمایاں طور پر واضح ہو جاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ کہ اورنگ زیب کو گورو تیغ بہادر کے ساتھ کسی قسم کی دشمنی نہ تھی۔ بلکہ اس نے ایسا انصاف کیا کہ جس کی نظیر سوائے اسلامی انصاف کے اور کہیں نہیں ملتی۔ اگر اورنگ زیب گورو تیغ بہادر کو نقصان پہنچانا چاہتا۔ تو پھر وہ اس طرح اپنے پاس سے جاگیر دیکر مقدمہ کا فیصلہ نہ کرتا۔ بلکہ اگر وہ صرف یہی کرتا۔ کہ رام رائے کے حق میں فیصلہ دے دیتا تو بالکل آسانی سے وہ گورو صاحب کو نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اور اس طرح وہ خود بھی سامنے نہ آتا۔ بلکہ رام رائے اور گورو تیغ بہادر صاحب خود ہی نپٹتے رہتے لیکن اس صورت میں اُس کا فیصلہ اسلام کے بیان کردہ عدل اور انصاف کے سراسر خلاف ہوتا۔

گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں کہ گورو صاحب کے مخالفین نے اس مقدمہ کے خارج ہونے پر ہی بس نہ کی۔ بلکہ وہ لوگ اس کے بعد بھی اسی بات میں کوشاں رہے۔ کہ کسی نہ کسی طرح ان کو گدی سے الگ کر دیا جائے۔ آخر جب ان کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں۔ تو گورو صاحب اپنا گھر چھوڑ کر تیرتھوں کی طرف چلے گئے۔ گیانی صاحب فرماتے ہیں کہ جب گورو صاحب تیرتھوں کی طرف چلے گئے۔ تو سوڈھیوں نے پھر ایک مقدمہ اورنگ زیب کے پاس دائر کر دیا :-

"گورو کے دربار کی اور قصبہ کی دن بدن ترقی بڑھتی دیکھکر مخالفین کو پھر حول اُٹھا۔ پہلے تو اُن کو رام رائے کا زور تھا۔ وہ تو اورنگ زیب سے ٹکے جیسا جواب لے کر جو پیچھے بتائے ہیں) گڑھوال کے راجہ کے پاس چلا گیا۔ باقی سوڈھیوں نے گورو صاحب کے گوردوارہ سے جانے کے بعد اورنگ زیب کے پاس یہ درخواست کر دی۔ کہ جس کو سکھوں نے خود ہی گورو مقرر کیا تھا۔ وہ ہم لوگوں کے نہ ماننے کے باعث شرمندہ ہو کر کہیں چلا گیا ہے معلوم نہیں کہ اب وہ واپس آئے کہ نہ آئے اب گورگدی بالکل خالی پڑی ہے رام رائے کو حقدار سمجھ کر دے دی جائے۔ کیونکہ اسکے علاوہ گورو ہرکرشن صاحب کا اور کوئی قریبی رشتہ دار نہیں۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۵۵)

اس درخواست کا بھی اورنگ زیب نے جو فیصلہ فرمایا۔ وہ بھی نہایت ہی عمدہ ہے۔ گیانی صاحب لکھتے ہیں :-

"بادشاہ نے حکم دیا۔ کہ پہلے تو گورو ہرائے صاحب۔ اس کا باپ اس کو عاق کر کے اپنے حق اور جائداد سے خارج کر گیا ہے دوسرے جس کو سکھوں نے گورو مقرر کر لیا وہ ہی گورو رہے گا۔ کیونکہ گورو پیر مریدوں کے ماننے سے ہی ہوتا ہے نہ کہ شریکوں کے کہنے سے۔ اور یا اسکی طرف سے راضی نامہ پیش ہو۔ پھر بھی جس کو مرید گورو تسلیم کریں وہی گورو ہوگا اور دوسرا کوئی گورو نہیں ہو سکتا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۵۵۶)

ہمارے سکھ دوست اگر اپنے بزرگوں کی مندرجہ بالا تحریرات کا ٹھنڈے دل سے مطالعہ کریں تو ان کو تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ اورنگ زیب نے سکھ گورو صاحبان کے معاملہ میں نہایت احتیاط سے کام لیا۔ اگر اس کا منشاء گورو تیغ بہادر صاحب کو نقصان پہنچانے کا ہوتا۔ تو وہ ان مقدمات میں اس قدر احتیاط سے کام نہ لیتا۔

اے میرے پیارے بھائیو! آپ کب تک منصف مزاج اور محسن حضرت اورنگ زیبؒ کو کوستے رہیں گے۔ آؤ ہم سب ملکر اور ایک ہی آواز سے کہیں کہ :-

خوشش شاہِ شاہان اورنگ زیب
چہ چالاک دست است چابک رکیب
چہ حسن الجمال است روشن ضمیر
خداوندِ ملک است و صاحب امیر
بترتیب و انشی بتدبیر تیغ
خداوندِ تیغ و خداوندِ دیگ
کہ روشن ضمیر است و حسن الجمال
خداوند بخشندۂ ملک و مال
کہ بخشش کبیر است و در جنگ کوہ
ملائک صفت چوں ثریا شکوہ
شریعت پرست و فضیلت مآب
حقیقت شناس و نبی المکتب
شہنشاہ اورنگ زیب عالمین
کہ دارائے دور است و دورِ دین

(۱۲۹ ہجری)

ان اشعار میں گورو صاحب نے اورنگ زیب کی جو تعریف کی ہے اس کی موجودگی میں اورنگ زیب پر حرف رکھنا صریح سوء ادبی ہے۔ (عباد اللہ گیانی)

شذرات

مفت اشاعت

قادیان سٹیشن کا موجودہ سٹاف خصوصاً سٹیشن ماسٹر اور نائب سٹیشن ماسٹر شریف طبع۔ مرنجان رنج اور پبلک کے ہمدرد واقع ہوئے ہیں۔ یہ ہر دو صاحبان گورمکھی اور ہندی جانتے ہیں۔ اور ان صاحبوں کی یہ خواہش تھی۔ کہ انہیں قرآن مجید کے ہندی ترجمہ اور ہندی سیرت صلے اللہ علیہ وسلم پڑھنے کے لئے دی جائے ہندی ترجمہ کی تو جلدیں ہو رہی ہیں۔ ہاں ہندی سیرت کی ایک ایک کاپی ہر دو صاحبان کو دیدیگئی ہے۔ جس کا یہ بشوق مطالعہ کر رہے ہیں۔ مجلد ہونے پر ہندی ترجمہ بھی دیا جائے گا۔ میری تو یہ دلی خواہش ہے۔ کہ ہر ایک تعلیم یافتہ ہندو اور سکھ کے ہاتھ میں یہ مقدس لٹریچر پہنچ سکے۔ کیونکہ اس بابرکت لٹریچر کی جتنی بھی زیادہ اشاعت ہوگی اتنی ہی فضا زیادہ خوشگوار ہوگی۔ مگر میرے پاس فنڈ کہاں؟ یہ صاحب توفیق دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اس کار خیر کی جانب جلد سے جلد اور زیادہ سے زیادہ توجہ دیں اسی اخبار کے ۱۷ پر آپ پڑھ آئے ہیں۔ کہ آریہ سماج ستیارتھ پرکاش کی ایکہزار کاپی صوبہ سندھ میں مفت تقسیم کر رہی ہے۔ ستیارتھ پرکاش ایک خاصی ضخیم کتاب ہے۔ بڑے سائز کے قریباً آٹھ سو صفحات ہونگے۔ اسکی موجودگی میں مسلمانوں کی ذمہ واری کسی تشریح کی محتاج نہیں۔

تلخی کا اعتراف

۱۷ر جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ "ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں مسلمانوں کے متعلق تنقید کڑی ہو سکتی ہے لیکن تنقید کے الفاظ اتنی اہمیت نہیں رکھتے۔ جتنی کہ تنقید کرنے والے کی نیت۔" نیت کو اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ پبلک جو رائے قائم کرے گی وہ ظاہر پر اور اس کا پرتاپ کو بھی اعتراف ہے۔ کہ نقطہ چینی تلخ ہے۔ اخباروں میں کئی دفعہ ایسی خبریں چھپی ہیں۔ کہ ایک ماں نے اس لئے کہ اس کا بچہ آرام سے سو جائے افیون کھلائی۔ مگر مقدار سے زیادہ دی گئی جس کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ وہ بچہ ہمیشہ کے لئے سو گیا۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ماں کی نیت یہ ہرگز نہ تھی۔ کہ اس کا بچہ ہمیشہ کی نیند سو جائے۔ مگر یہ نیک نیتی اُسے قانون قدرت کے مؤاخذہ سے نہ بچا سکی۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ کس کے فعل کا نتیجہ اور اثر کیا ہوتا ہے۔ یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ ستیارتھ پرکاش کی اس تلخ نقطہ چینی نے مسلمانوں اور آریوں میں آزردگی اور کشیدگی کو زیادہ کیا ہے۔ اور جس کا تناؤ دن بدن زیادہ اور زیادہ ہو رہا ہے۔ اس کے دو ہی علاج ہیں۔ یا تو اس باب کو الگ کر دیا جائے اور یا پھر اس کی اصلاح کر دی جائے +

عُذرِ گناہ

یہی پرتاپ آگے چلکر لکھتا ہے کہ:۔ "رشی دیانند نے اسلام اور عیسائیت کے ساتھ۔ اس وقت کے مروجہ ہندو دھرم اور سکھ دھرم پر بھی تنقید کی ہے۔ کہ یہ بات ان کے حق میں سمجھی جائے یا خلاف۔" یہ ابھی معلوم ہوا۔ کہ جب ایک فعل کا وسیع پیمانہ پر ارتکاب ہو تو پھر وہ فعل مؤاخذہ سے بری ہو جاتا ہے۔ فرض کرو ایک شخص نے ایک شخص پر حملہ کیا ہے۔ تو کیا جب یہ شخص بہتوں پر حملہ کرے گا تو اس کا یہ جرم زیادہ سنگین ہو جائے گا یا کم؟

چٹوں پر سُرخ نشان

ہر ایک دوست اس اخبار کی چٹ کو دیکھ لے۔ جس صاحب کی چٹ پر سُرخ نشان ہو گا وہ صاحب سمجھ لیں۔ کہ اُن کا سال قریباً مارچ اور اپریل سے ختم ہے۔ نور کا آئندہ پرچہ اُن کے نام وی۔پی ہو گا۔ اگر وہ اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج سکیں تو یقیناً اس میں ۳ ر کا فائدہ رہے گا۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرض کو بجا لا رہا ہے۔ وہ اسی اخبار سے آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ایسے مجاہد پرچہ کی اعانت کرنا یقیناً اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے۔ ایسے آڑے وقت میں جبکہ کاغذ شدید گراں ہے اور بڑے بڑے سرمایہ دار اخباروں کے بھی جان کے لالے پڑ رہے ہیں۔ نہ صرف یہی کہ آپ نور کا وی۔پی ہی وصول فرمائیں گے۔ بلکہ اس کی توسیع اشاعت میں بھی مربیانہ سعی سے کام لیں گے۔ نور کے دو نئے خریدار ہوں گے۔ جن کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کو نئے دو دوست ہوں گے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے اور وہ انکار کر دیں۔ صرف توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر کسی صاحب کا منشاء وی۔پی وصول کرنے کا نہ ہو۔ تو ان کا یہ اخلاقی فرض ہے۔ کہ ایک ہفتہ کے اندر اندر اطلاع دے دیں۔ تاکہ اُن کا وی۔پی روک لیا جائے۔ اور دفتر خواہ مخواہ کی زیر باری سے بچ جائے۔

شروع سے ہی

۱۶ ر جولائی کا جاگرت لکھتا ہے کہ "سکھ ہندو نہیں ہیں" کا جو نعرہ لگایا۔ وہ آج اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ ماسٹر تارا سنگھ کی پارٹی اپنے آپ کو ہندوؤں کی نسبت مسلمانوں کے زیادہ قریب سمجھتی ہے۔" "سکھ ہندو نہیں ہیں" یہ کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ اس وقت ہے۔ جب سے سکھ مذہب دُنیا میں آیا۔ شری گرنتھ میں صاف لکھا ہے:۔

"ہندو مُولے۔ بھُولے اکٹھی جائیں۔ نارد کہیا سو کار
کرائیں۔ اندھے گونگے۔ اندھ اندھار۔ یا تھرلے
پُوجے مگد گنوار۔ اوہ جے آپ ڈُبتے تم کہاں تارنہار"

اِس شلوک میں جو ہندوؤں کے متعلق رائے ظاہر کی گئی ہے۔ مَیں اس کی تشریح میں نہیں جانا چاہتا۔ اندھے۔ گونگے۔ اندھ اندھار اور مگد گنوار سے صاف ظاہر ہے۔ کیا یہ رائے رکھتے ہوئے گورو صاحبان اپنے آپ کو ہندو کہہ سکتے تھے؟

ویدوں کے متعلق شری گورو صاحب کا یہ ارشاد ہے:۔

پڑھ پڑھ پنڈت مُنی تھکے ویدوں کا ابھیاس
ہر نام چیت نہ آوئی نہ نچ کر ہووے داس

یعنی بڑے بڑے رشی اور مُنی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر تھک گئے۔ مگر۔۔۔۔۔۔۔

جنیو کے متعلق گورو صاحب کا یہ ارشاد ہے:۔

"جھوٹے جنیو جتن نیا گو"

یعنی جنیو سے کچھ فائدہ نہیں اسے ترک کر دو پھر تیرتھوں کے متعلق گورو صاحب کا ارشاد ہے:۔

"تیرتھ نہائے نہ اُترس میل"

یعنی تیرتھوں پر نہانے سے گناہوں کی میل دُور نہیں ہو سکتی۔ اوتار کے متعلق گورو صاحب کا ارشاد ہے:۔

"اوتار نہ جانے انت۔ پرمیشور پار برہم بے انت"

یعنی اوتار خدا کے بھیدوں کو نہیں جان سکتا۔ پھر گورو صاحب کا ارشاد ہے:۔

"کرشن بشن کب ہو نہ دھایوں
جو برچا ہوں سو تم سے پاؤں"

یعنی کرشن اور بشن (وشنو) کی مَیں کبھی بھی پُوجا نہیں کرونگا۔ مَیں تو جو کچھ مانگوں گا خدا سے ہی۔ پھر گائے کے متعلق گورو صاحب کا ارشاد ہے:۔

"گوبر جھوٹا چونکا جھوٹا جھوٹی دینی کارا"

یعنی گائے کا گوبر ناپاک ہے اس سے پرہیز کرو۔ ان مذکورۃ الصدر اقوال کی موجودگی میں یہ کبھی وہم بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ گورو صاحبان جن کی زبان مبارک سے یہ اقوال نکلے ہیں وہ ہندو تھے؟ حاشا و کلا +

سِکھوں پر نظرِ کرم

یہی اخبار جاگرت اپنے اسی پرچہ میں لکھتا ہے "ماسٹر تارا سنگھ کی اکالی پارٹی کے اندھے لیڈر کی دماغی افترا ۔۔۔۔۔ پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ جب پنجاب کے دو مورکھ گیانیوں کی بد دلت اس مشترکہ محاذ پر بجلی گری۔ اور ماسٹر تارا سنگھ نے اپنے طرزِ عمل کو تبدیل کیا۔" سکھوں نے زیادہ سے زیادہ یہی کیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے اس قدیمی دعوے کو دُہرایا ہے کہ "ہم ہندو نہیں۔" اور سکھوں کا یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود گورو صاحبان کا بھی یہی مسلک تھا۔ جیسا کہ میں اسی اخبار میں کسی دوسری جگہ ثابت کر چکا ہوں۔ صرف اس اختلاف رائے پر سکھ لیڈروں کو "اندھے" اور "مورکھ" کہنا کہاں کی عقلمندی ہے۔

ایں عالم سخت است!

میں نے اس خبر کو کمال دکھ اور قلق سے سنا۔ کہ ہز ہائی نس نواب شیخ عبدالخالق میانصاحب بہادر والیٔ منگرول ۱۰ر جولائی کو وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ صاحب موصوف ابھی پچھلے سال ہی گدی پر بیٹھے تھے۔ موصوف نوجوان۔ بیدار مغز والیٔ ریاست اور بہترین اخلاق و شہرت کے مالک تھے۔ صاحب موصوف میرے بہت ہی مہربان تھے۔ ۱۹۴۰ء میں جب مجھے ایک تقریب سعید پر منگرول جانیکا اتفاق ہوا۔ ان دنوں آپ ولی عہد تھے۔ میں ایک روز صبح سیر سے واپس آ رہا تھا۔ تو راستہ میں آپ کی کوٹھی پڑی۔ اور ملاقات کے لئے کوٹھی میں داخل ہوا۔ بذریعہ پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دی۔ چار منٹ کی انتظار کے بعد ہی میری طلبی ہو گئی۔ قریباً ایک گھنٹہ صاحب موصوف سے ملاقات رہی۔ جب میں واپس آنے لگا۔ تو صاحب موصوف دروازہ تک تشریف لائے اور مجھے فرمانے لگے۔ کہ آپکی کار کہاں ہے اور آپ پیدل کیوں آئے۔ میں نے جمعدار کو اسی لئے آپ کے پاس چھوڑا ہوا ہے۔ کہ جس چیز کی ضرورت پڑے وہ فوراً آپ کے لئے مہیا کرے۔ میں نے شکریہ کے بعد عرض کیا۔ کہ میں روزانہ پیدل سیر کا عادی ہوں۔ ابھی میں سیر سے واپس آ رہا تھا اور جب آپ کی کوٹھی پر نظر پڑی۔ تو بغیر ملاقات کئے جانے کو دل نہ چاہا۔ صاحب موصوف نے اسی وقت اپنے ڈرائیور کو حکم دیا۔ اور وہ مجھے ہز ہائی نس کی کار پر گیسٹ ہاؤس پر چھوڑ گیا۔ حالانکہ گیسٹ ہاؤس وہاں سے زیادہ سے زیادہ تین فرلانگ کے فاصلہ پر ہوگا۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آپ کس اخلاق کے مالک تھے۔ گدی پر بیٹھنے کے بعد آپ نے مجھے دو دفعہ یاد فرمایا۔

آجکل بوجہ جنگ گاڑیوں میں غیر معمولی رش ہوتا ہے اور پھر مجھے ذیابیطس کا عارضہ بھی ہے۔ اس لئے میں اس سے گریز کرتا رہا۔ مگر پھر بھی اس اکتوبر یا نومبر میں میری خواہش تھی۔ کہ میں ان کے ارشاد کو بجا لاؤں۔ مگر "مادر چہ خیالیم و فلک در چہ خیال"

اس حادثہ میں مجھے مرحوم کی بیگم صاحبہ اور ان کے فرزند ارجمند جناب شیخ صاحب نصیر الدین سے دلی رنج و ہمدردی ہے۔ گو ایسے وقت میں لواحقین کو صبر کے لئے کچھ کہنا یقیناً انسانی مقتضیات کا خون کرنا ہے۔ مگر ہم مسلمانوں کے لئے خداوند تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے۔ کہ ہر دکھ اور مصیبت کے وقت اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ کی بشارت کا پھایا اپنے زخمی دل پر لگائیں۔ مرحوم کی وفات سے یقیناً میں اپنے آپکو ایک بہترین مربی و سرپرست سے محروم پاتا ہوں۔ مگر ایسے وقت میں سوائے صبر کے چارہ ہی کیا۔ مرضیٔ مولےٰ از ہمہ اولےٰ ٭

سوتے ہو یا جاگتے؟

۹ر جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ آل انڈیا دیانند سالویشن مشن ہوشیارپور کے زیر اہتمام ماہ جون ۱۹۴۳ء میں گرد ھرپور ضلع علی گڈھ میں چالیس مسلمان راجپوت شدھ کئے گئے۔ اسکے علاوہ پنجاب میں تین سو سی۔ پی۔ میں دو۔

کبھی کسی اسلامی انجمن نے ایک ماہ میں اس سے نصف غیر مسلموں کو بھی مسلمان بنایا؟ یقیناً نہیں حالانکہ ملک میں اسلامی انجمنوں کا جال سا بچھا ہوا ہے۔ یہ یاد رہے۔ کہ ہندوستان کے ہر صوبہ میں آریوں کی شدھی سبھائیں قائم ہیں۔ اگر دوسرے صوبوں کی رفتار کو بھی شامل کر لیا جائے۔ تو کیا تعجب سینکڑوں تک میزان پہنچ جائے۔ یہ دیکھ کر حیرت سے بے ساختہ زبان سے یہ نکل جاتا ہے۔

یارانِ تیز گام نے محمل کو جالیا
ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

جاگو!

ہندوؤں کی تعداد پہلے ہی بہت زیادہ ہے۔ مگر پھر بھی وہ اتنے بے چین ہیں کہ وہ دیگر قلیل غیر ہندوؤں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے غیر معمولی مضطرب ہیں۔ مسلمان پہلے ہی تعداد میں کم۔ باوجود اس کے لحاف اوڑھے سو رہے ہیں۔ حالانکہ آنے والے ہندوستان میں سرداری اس کی ہوگی، جس کی تعداد زیادہ ہوگی۔ اگر مسلمانوں کو روحانی جذبات اپیل نہیں کر سکتے۔ تو کم از کم سیاسی پہلو سے ہی انہیں غور کرنا چاہئے۔ اگر ہم اپنے مستقبل کو شاندار دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو ہمیں تبلیغی میدان میں غیر معمولی جد و جہد سے کام لینا پڑے گا۔ جو سہولتیں مسلمانوں کو ہیں وہ ہندوؤں کو کہاں۔ جو قوتِ جاذبہ اسلام میں ہے دیگر مذاہب اس سے بالکل تہیدست۔ اسلام کا ہی یہ سنہری اصول ہے۔ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ۔ یعنی تم میں وہی معزز ہے۔ جو پرہیزگار ہے۔ مضائقہ نہیں خواہ وہ کوئی ہو۔ اگر آج ایک بھنگی یا چمار دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ تو وہ ہمارا ایسا ہی دینی بھائی ہے جیسا کہ کوئی دوسرا ہو سکتا ہے۔ اور وہ آج کا مسلمان ہوا ہوا کسی بھی اسلامی بادشاہ کے پہلو بہ پہلو کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور کسی بھی معزز سے معزز مسلمان کے ساتھ بیٹھکر بے تکلف کھا پی سکتا ہے۔ کوئی اُسے یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ تم بھنگی ہی مسلمان ہوئے ہو اس لئے تمہیں یہ حق نہیں۔ اگر کوئی ایسا کہے تو اسلام میں اس کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ ان سہولتوں کے ہوتے ہوئے اگر ہم پھر بھی فائدہ نہ اُٹھائیں تو ہماری بدقسمتی میں شبہ ہی کیا؟

چہ سود از رہبرِ کامل تہیدستانِ قسمت را

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سمجھ دے اور وہ اپنے نفع و نقصان کو سمجھیں۔ ابھی کچھ نہیں بگڑا۔ صبح کا بھولا اگر شام کو بھی گھر آ جائے تو پھر وہ بھولا نہیں ٭

بہت خوب!

۷ر جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے کہ لائلپور کے ہندو سبھا کے سیکرٹری صاحب کا ارشاد ہے۔ کہ جو کوئی ہندو ماسٹر تارا سنگھ سے صلح کی گفتگو کرے گا۔ تو پنجاب کے ہندوؤں پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی ذمہ واری نہ ہوگی۔ یہ ارشاد اس خبر کے جواب میں صادر ہوا ہے۔ کہ کچھ ہندو ماسٹر تارا سنگھ سے صلح کی بات چیت کر رہے تھے۔"

اب سکھوں کے معاملہ میں ہندو اتنے تلخ کیوں ہو رہے ہیں۔ اس کی صرف ایک ہی وجہ ہے۔ وہ یہ کہ اب سکھوں نے اپنا نفع نقصان سمجھنا شروع کر دیا ہے۔ اس فضاء کی موجودگی میں سکھ اسے بخوبی جان سکتے ہیں۔ کہ ہندو ان کے کہاں تک ہمدرد تھے۔ اور یہ خوشی کی بات ہے کہ سکھ سمجھ گئے ہیں۔ گو دیر سے سمجھے۔ مگر شام کے بعد نہیں ؛

سمجھوتہ ٹوٹ گیا

۱۷ جولائی کا پرتاپ لکھتا ہے۔ کہ "کچھ ہندو اور سکھ لیڈر اکٹھے ہو کر ہندوؤں اور سکھوں کے درمیان اتحاد کی راہ سوچ رہے تھے۔ سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے نمائندہ نے راجہ نریندر ناتھ کے حوالہ سے یہ لکھا ہے۔ کہ اس گفت و شنید میں کوئی ایسا فارمولا وضع نہیں ہو سکا۔ جس کو ہندوؤں اور سکھوں کی مفاہمت کے لئے بنیاد بنایا جا سکے۔"

ایسا سمجھوتہ یا اتحاد ہونا بھی مشکل تھا۔ کیونکہ ہندو اپنی ہوشیاری سے آج تک سکھوں کو جو اپنا آلۂ کار بناتے رہے ہیں۔ یہ قدرتی بات ہے۔ کہ یہ صورت زیادہ دیر تک نبھنی مشکل تھی۔ ہندوؤں کا سلوک اس وقت تک سکھوں کے ساتھ قریباً اسی قسم کا رہا ہے۔ کہ اگر ہم تمہارے گھر میں آئینگے تو کیا کھلاؤ گے۔ اور اگر تم ہمارے گھر میں آؤ گے تو کیا لاؤ گے۔ بلکہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ تو ایسی صورت کا زیادہ دیر کے لئے نبھنا بہت مشکل تھا ؛

سنہری موقعہ

ایک بہت ہی شاندار بلڈنگ بر لب شاہراہ جسکے لگے کی قادیان میں شاید ہی دو چار بلڈنگیں ہوں فروخت ہو رہی ہے۔ موقعہ نہایت اچھا۔ ریلوے سٹیشن ۱۰ منٹ نصرت گرلز ہائی سکول تعلیم الاسلام ہائی سکول مسجد اقصیٰ شہر سے صرف پانچ منٹ کا فاصلہ قیمت زبانی بذریعہ خط و کتابت طے ہو سکتی ہے۔ زبانی اچھا ہوگا۔ تاکہ وہ صاحب اپنی آنکھوں دیکھ بھی سکیں۔ خط و کتابت کا پتہ م۔ الف۔ معرفت ایڈیٹر نور قادیان۔ پنجاب ؛

ستیارتھ پرکاش کے متعلق
ایک تجویز

ستیارتھ پرکاش کے متعلق اکالی دل کے اخبار "اجیت" نے اپنی تازہ اشاعت میں ایک تجویز پیش کی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ہندو سکھ۔ مسلمان اور عیسائی تمام مل کر گورنمنٹ پر زور ڈالیں۔ کہ وہ اس کے اُن حصوں کو ضبط کر دے۔ جن میں کہ غیر مذاہب پر نامناسب حملے کئے گئے ہیں۔ اور ان کی ہجو کی گئی ہے۔ یہ تجویز ہے تو بہت معقول۔ کیونکہ تمام قوموں کا مل کر کہنا ضرور نتیجہ خیز ہوگا۔ لیکن ہم چاہتے ہیں۔ کہ بجائے حکومت کو کہنے کے ہمیں چاہیئے کہ ہم سب مل کر اپنے آریہ سماجی بھائیوں سے کہیں کہ وہ اپنی اس کتاب میں مناسب تبدیلی کر دیں۔ اور ان مقامات کو جن میں غیر مذاہب کی توہین کی گئی ہے یا تو بالکل حذف کر دیں اور یا پھر ان اعتراضات کو نرم الفاظ میں تبدیل کر دیں۔ یہ مطالبہ کوئی ایسا نہیں۔ کہ جس کے ماننے میں سماجی بھائیوں کو کوئی دقت محسوس ہو۔ آخر وہ اس سے قبل بھی تو لوگوں کے اعتراضوں سے بچنے کے لئے کافی حد تک اسمیں تبدیلی کر چکے ہیں۔ پس اگر لوگوں کے اعتراضات سے بچنے کیلئے آریہ سماجی ستیارتھ پرکاش میں تبدیلی کر سکتے ہیں۔ تو کیا وہ اپنے ہموطن بھائیوں کے زخمی دلوں پر مرحم لگانے کے لئے اس میں مناسب تبدیلی نہیں کر سکتے ؟

ستیارتھ پرکاش ایک ایسی کتاب ہے۔ کہ جس کے بارہ میں پشاور کے ایک سشن جج کو بھی یہ کہنا پڑا تھا :-

"سوامی دیانند کے اصول اس قسم کے ہیں کہ وہ اہل ہنود و دیگر مذاہب کے حسن و اخلاق کی سخت اہانت کرتے ہیں۔ اور **اس ستیارتھ پرکاش کے چند حصے خود ہی نہایت . . . ہیں۔**"

(ضمیمہ الحق دہلی جلد ۲ ۱۴)

اسی طرح ہندوستان کے مشہور لیڈر گاندھی جی نے اس ستیارتھ پرکاش کو پڑھکر اپنی رائے مندرجہ ذیل الفاظ میں ظاہر کی تھی :-

"میں نے آریہ سماجیوں کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو پڑھا ہے۔ جب میں یروداجیل میں آرام کر رہا تھا۔ تو احباب نے میرے پاس اس کی تین کاپیاں بھیجی تھیں۔ میں نے اتنے بڑے ریفارمر کی تصنیف کردہ اس سے زیادہ مایوس کن کتاب کوئی نہیں پڑھی۔

سوامی دیانند نے ستیہ اور کیول ستیہ پر کھڑے ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن انہوں نے نہ جانتے ہوئے جین دھرم۔ اسلام۔ عیسائیت اور خود ہندو دھرم کو غلط طور پر ظاہر کیا ہے۔ جس شخص کو ان مذاہب کا سرسری علم بھی ہوگا وہ بآسانی ان غلطیوں کو معلوم کر سکتا ہے۔ کہ جن میں اس اعلیٰ ریفارمر کو ڈالا گیا ہے۔"

(پرتاپ لاہور ۴ جون ۱۹۲۴ء)

اس کے علاوہ مشہور آریہ سماجی کارکن مہتہ رادھا کشن صاحب نے "آریہ سماج کا پرچار" کے عنوان سے عرصہ ہوا۔ مضامین کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس کی تیسری قسط میں آپ نے سوامی دیانند صاحب کی طرف سے غیر مذاہب پر کئے گئے اعتراضات کے بارہ میں اپنے خیالات کا اظہار حسب ذیل الفاظ میں کیا تھا۔ کہ :-

دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرتے ہوئے جو اعتراض سوامی جی نے اُن پر کئے ہیں وہ لفظ بلفظ ان کی اپنی تعلیم یا ویدوں پر آسکتے ہیں۔ کیا آجتک کسی نے اس غلط فہمی کو دور کرنیکی کوشش کی ہے ؟ ہرگز نہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم ست اور است کے نرنہ کرنے کے اصول کو چھوڑ بیٹھے ہیں اپنے دل میں گورو کا پرچار کر رہے ہیں۔"

(آئندہ جلد ۷ صفحہ ۶-۷-۸ منقول از سوامی دیانند اور اسکی تعلیم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسمیں کوئی شک نہیں۔ کہ جو بھی غیر جانبدارانہ حیثیت میں ستیارتھ پرکاش کا مطالعہ کرتا ہے۔ وہ گاندھی جی اور مہتہ رادھا کشن صاحب کی رائے سے متفق ہوئے بغیر نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کتاب میں جس نامناسب طریق پر غیر مذاہب کی اہانت کی گئی ہے۔ وہ اپنی مثال آپ ہی ہے۔ اور جن باتوں پر اعتراضات کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ بالکل کمزور اور غلط ہیں۔

پنڈت دیانند صاحب نے اسی ستیارتھ پرکاش میں ویدوں کی مذمت کرنیوالے کی سزا جلاوطن کر دینا تجویز کی ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"جو شخص وید اور عابد لوگوں کی تصنیف شدہ کتابوں کی جو وید کے مطابق ہوں تحقیر کرتا ہے۔ اس وید کی مذمت کرنیوالے منکر کو ذات پنگت (یکجا کھانیوالوں کی جماعت) اور ملک سے نکال دینا چاہیئے۔" (ستیارتھ پرکاش صفحہ ۶۱)

اب ہمارے آریہ سماجی بھائی غور فرمائیں کہ ویدوں کی تحقیر کرنے والے کو تو پنڈت صاحب کے ارشاد کے ماتحت جلاوطن کر دیا جائے۔ لیکن غیر مذاہب کی کتب مقدسہ کی تحقیر کرنے والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے۔ کیونکہ ہمارے خیال کے مطابق اگر ویدوں کی مذمت کرنے والے کو جلاوطن کر دینا۔ اور قرآن شریف۔ گورو گرنتھ صاحب اور بائیبل وغیرہ کی تحقیر کرنے والے کو کھلا چھوڑ دینا پکشپات اور بے انصافی ہوگی۔ اگر آریہ سماجی ویدوں کو الیشوری گیان اور مقدس کتب خیال کرتے ہیں تو دوسرے لوگ بھی اپنے اپنے دھرم پستکوں کو مقدس اور الیشوری گیان ہی یقین کرتے ہیں۔ اگر آریہ سماجیوں کے نزدیک دوسروں کی مقدس کتب الیشوری گیان نہیں۔ تو دوسروں کے نزدیک وید بھی الیشوری گیان نہیں۔ اور خود ویدوں کے مختلف نسخے اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ وید محفوظ نہیں۔ اگر وہ کسی زمانہ میں الیشوری گیان بھی تھا۔ تو اب لوگوں نے اس میں کافی ردّ و بدل کر دیا ہے۔

پس قانون تو سب کے لئے یکساں ہونا چاہیئے۔ نہ کہ ویدوں کی مذمت کے لئے کوئی اور قانون اور قرآن شریف اور گورو گرنتھ صاحب وغیرہ کی مذمت کے لئے کوئی اور قانون۔ پس ہمارے آریہ سماجی بھائی ہی بتائیں کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ وہ دُنیا کے سامنے اپنا یہ اصول پیش کیا کرتے ہیں۔ کہ "مترسیہ چکشو شا شمیکشا ہے سردانی بھوتانی" یعنی تمام بنی نوع انسان کو متر کی آنکھ سے دیکھو۔ کیا دوسرے مذہب والوں کی مقدس کتب کی اہانت کرنا اور ان کے پاک نبیوں اور پیشواؤں کی توہین کے مرتکب ہو کر ان کے دلوں کو دکھانا متر تا کا ثبوت ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ آریہ سماجی بھائیوں میں رادھا کشن صاحب جیسے بہت سے منصف مزاج آدمی موجود ہوں گے۔ جو اپنے ہموطن بھائیوں کی اس اپیل پر غور فرمائیں گے۔ اور ستیارتھ پرکاش میں خود ہی مناسب تبدیلی کر دیں گے۔ اس طرح وہ اپنے بھائیوں کے دلوں میں اپنے لئے پریم و محبت پیدا کریں گے۔ (عباد اللہ آگیانی مبلغ سلسلہ احمدیہ قادیان)

ستیارتھ پرکاش اور سکھ

ستیارتھ پرکاش میں نہ صرف مسلمانوں کے محبوب پیغمبر کو بُرا بھلا کہا گیا ہے بلکہ ہمیں گورو نانک اور گورو گوبند سنگھ صاحب کے خلاف بھی زہر اگلا گیا ہے۔ چنانچہ "اکالی" نامہ اخبار نے اس کتاب کے خلاف ایک مبسوط مقالہ لکھا ہے جسمیں اس امر پر زور دیا گیا ہے۔ کہ اس کتاب کو ضبط کر لیا جائے معاصر کا خیال ہے۔ کہ اب یہ مسئلہ ہندوستان گیر بن گیا ہے۔ اس کتاب کے خلاف پنجاب میں پہلے بھی پروپیگنڈا ہو چکا ہے۔ لیکن حکومت پنجاب نے مسلمانوں اور سکھوں کے مطالبے کیطرف مطلق دھیان نہ دیا۔ اب سندھ کے مسلمانوں نے اسکے خلاف آواز بلند کی ہے اور ہمیں افسوس ہے کہ باقی صوبوں کے مسلمان اور سکھ ابھی تک خاموش ہیں۔ "اکالی" نے آریوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اس کتاب کو اس طرح پاک کر لیں۔ کہ اسے عوام کے مطالعہ اور غور کیلئے پیش کیا جا سکے۔ آریوں کو چاہیئے کہ وہ اس کتاب کے ایسے ایڈیشن چھاپیں جس سے مسلمانوں اور سکھوں کے جذبات مجروح نہ ہوں۔

ہم سکھوں کی خدمت میں یہ گذارش کرتے ہیں کہ آریہ بھائیوں کو جس طرح بھی بن پڑے مجبور کیا جائے کہ وہ ستیارتھ پرکاش کے ان حصوں کو کتاب میں سے خارج کر دیں جن سے سکھوں اور مسلمانوں کے جذبات مجروح ہوتے ہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ آریوں نے مسلمانوں اور سکھوں کے مذہبی جذبات کی مطلق پرواہ نہ کرتے ہوئے اُلٹا یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگر حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش ضبط کر لی تو اس سے ہندوستان کے سارے ہندو ایجی ٹیشن شروع کر دینگے۔ اور حیدر آباد دکن کا واقعہ دُہرایا جائیگا۔ ہمیں افسوس ہے کہ اگر کسی تحریر و تقریر سے مسلمانوں اور سکھوں کا دل دُکھتا ہو۔ تو ہندو کہتے ہیں کہ ضرور دُکھنا چاہیئے۔ اگر اس کا علاج کیا گیا۔ تو ہندوؤں کے سارے فرقے اکٹھے ہو کر مقابلہ کرینگے۔ کاش یہ ہندو جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہندوستان پر حکومت کرنیکے قابل ہیں اور اکثریت انکی ہے اسلئے وہ راج کرینگے ذرا غور سے کام لیتے کہ وہ حکومت کی ابجد سے بھی واقف نہیں۔ کیونکہ ان کے سینے صرف تعصب اور ناروا داری سے بھرپور ہیں۔ ہمیں سکھوں اور مسلمانوں سے یہ عرض کرنا ہے کہ وہ اس کتاب کے ضبط کرانے کیلئے شدید احتجاج کریں۔ (احسان ۱۳ جولائی)

تبلیغی دستور العمل

ہم بعض گذشتہ اشاعتوں میں مسلمانوں کی توجہ اس طرف مبذول کرا چکے ہیں کہ مسلمانانِ پنجاب کیلئے ایک خاص تبلیغی ادارے کی ضرورت ہے۔ وہ دین جو بطحا کی وادیوں سے نکلا۔ محض قوت تبلیغ کی بناء پر اکناف عالم پر چھا گیا۔ ایک روح تھی جو دین مبین کی روشنی کو ساتھ لئے ہوئے تاریکیوں کو اجاگر کرتی چلی جا رہی تھی۔ ایک قوتِ عمل و فکر تھی جسکے سامنے بڑے بڑے بُت مُنہ کے بل گرتے تھے۔ ایک نظام تھا جسکے سامنے شہنشاہوں کے تاج مٹی میں گھسٹتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ اگرچہ دین اسلام کا محافظ خود باری تعالیٰ ہے لیکن پھر بھی ایک ایسا وقت آیا۔ کہ مسلمان کی بے عملی کے باعث اسکی روحانی طاقتیں زائل سی ہو کر رہ گئیں اور بظاہر یہ نظر آنے لگا کہ یورپ کی بنائی ہوئی جمہوریت ہی سب کچھ ہے۔ اور اسکے سوا کوئی اور چیز کام کی نہیں۔ لوگوں پر جمود طاری ہوا۔ ذہنی طاقتیں شل ہو گئیں۔ اور مسلمان اسلام کی صحیح اور اصلی قوت سے بیگانہ ہو گیا۔

ملک اور قوم کے سبز باغ بے حد دلچسپ اور نظر فریب ہوتے ہیں۔ بڑے بڑے علماء اس چکر میں آ کر رہ گئے اور انہوں نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلام کی بنیادی روشنی سے آنکھ بند کرلی۔ اور وہ اسی رو میں بہ نکلے۔ وہ سمجھنے لگے۔ کہ سیاسیات کی سحر کاری مذہب پر بھی غالب آسکتی ہے۔ اور اس فاش غلطی سے مسلمانوں کا رہا سہا وقار اور روحانی عظمت کا بھی خاتمہ ہوگیا۔ ہم نے اسی زوال کو محسوس کرتے ہوئے مسلمانانِ ہند سے درخواست کی تھی۔ کہ ان کا واحد تبلیغی ادارہ ہونا چاہئے اور وہ علماء کرام جو سیاسی الجھنوں میں پھنسکر رہ گئے ہیں وہ اس میدان کو یکسر ترک کر دیں اور دین اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر سے حاصل کرنے کے لئے صرف ایک ہی نصب العین اپنے سامنے رکھیں۔ کیونکہ اسلام کا نصب العین صرف ایک ہے اور اگر چند اصحاب نے اس کا مفہوم علیحدہ علیحدہ گھڑ لیا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ نہیں۔ کہ مذہب میں واقعی اس قدر تفریق موجود ہے۔ اس پر اکثر اصحاب نے ہماری اس تجویز کا تپاک سے خیر مقدم کیا۔ لیکن ہمیں معاف کیجئے۔ کہ خیر مقدم کرنے والوں میں سے بعض احباب ایسے بھی ہیں۔ جنہوں نے پہلے ہی تبلیغی ادارے قائم کر رکھے ہیں اور وہ کہتے ہیں۔ کہ تجویز تو معقول ہے۔ لیکن ہمارا ادارہ پہلے ہی موجود ہے۔ اس لئے نیا ادارہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ ہم انکی خدمت میں ادب سے گذارش کرتے ہیں۔ کہ ممکن ہے ان کے ادارے مسلمانوں کے لئے کوئی نیک کام کر رہے ہوں۔ اور نیک نیتی سے وہ مسلمانوں کی بہبود کے لئے مضطرب ہوں۔ لیکن ہمارا مقصد یہ نہیں تھا۔ ہم تو یہ کہتے ہیں۔ کہ صرف ایک ادارہ ہو۔ جس میں مسلمانوں کے تمام فرقے موجود ہوں۔ جب ہم "مسلمانوں کے تمام فرقے" کہتے ہیں تو ہمارا سینہ درد و کرب سے لبریز ہو جاتا ہے۔ مسلمانوں کا صرف ایک فرقہ، ایک قوم، ایک ہجوم، بندگان خدا کا ایک ہی گروہ ہے۔ لیکن کیا کیا جائے مذہب کی چھان پھٹک کرنے والوں نے اسے بیشمار گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ بہرصورت ہمارا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ وہ علمائے کرام جو اس وقت سیاسی پنڈال میں کھڑے ہوئے تقریریں کر رہے ہیں۔ خواہ انکا عقیدہ کچھ ہی ہو، وہ مسلمانوں کی تبلیغ اور مذہبی اصلاح کے لئے آپس میں بغلگیر ہو جائیں۔ وہ اس امر سے بے نیاز ہو جائیں۔ کہ مسٹر گاندھی کیا کہتے ہیں۔ اور مسٹر جناح کا قول کیا ہے۔ وہ یہ سمجھیں۔ کہ ان کا وجود محض تبلیغ کے لئے ہے۔ اور آج مسلموں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کی جس قدر ضرورت ہے شاید کسی دور میں بھی نہ ہوئی ہو۔ اور اگر مختلف تبلیغی اداروں میں کشمکش شروع ہو جائے، تو اس سے قوم کو مطلق کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ اس کا مطلب تو یہ ہے۔ کہ چند تبلیغی ادارے اپنے اپنے مفاد کے پیش نظر علیحدہ علیحدہ کام میں مصروف ہیں۔ ہم مسلمانوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ اپنے مختلف الخیال مذہبی رہنماؤں کو مجبور کریں۔ کہ وہ سیاسی میدان کو اب اپنی سرگرمیوں کی جولانگاہ نہ بنائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک ایسا جوہر عطا کیا ہے۔ جس کی رُو سے وہ دس کروڑ مسلمانانِ ہند کی پگڑی بنا سکتے ہیں۔ کونسی بات ہے جو قرآن مجید میں نہیں۔ وہ ایک ہی ادارہ سے منسلک ہو کر قرآن کی عظمت کا احساس مسلموں اور غیر مسلموں کو دلائیں۔ کبھی وہ مشرق کی طرف جائیں اور کبھی مغرب کی طرف۔ بعض کو تو بھولا ہوا سبق یاد آئے گا۔ اور بعض کے لئے یہ پیغام نیا ہوگا۔ واحد ادارہ، سیاسی جماعتوں سے بے نیاز ایک ہی ادارہ جس میں صرف اشاعت و تبلیغ اسلام کا مکمل پروگرام موجود ہو۔ جس وقت ہر ایک عالم دین قرآن اور حدیث کا پیغام مسلمانوں تک پہنچائے گا اس کے بعد مسلمانوں کے تمام تاریک راستے منور ہو جائیں گے۔" (احسان ۱۰ر جولائی ۱۹۴۳ء)

ص۔ خدا تعالیٰ مجھے اس جنگ میں کامیاب و کامران واپس لائے۔ اسلام کی فتح ہو۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد عبداللطیف حوالدار کلرک ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی۔ گواہ شد۔ حوالدار سید بابر علی اکبر مولوی فاضل کلرک ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ کینٹ۔ گواہ شد۔ حوالدار کلرک محمد شریف لائبریری ۱۵/۱۵ پنجاب رجمنٹ انبالہ چھاؤنی ۳/۸/۴۳ء

وصیت

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۶۷۷۱۔ منکہ عبداللطیف ولد ڈاکٹر عبدالسمیع قوم شیخ قانون گو۔ پیشہ ملازمت۔ عمر تیس سال۔ تاریخ بیعت۔ بیدائیشی احمدی ساکن قادیان۔ حال حوالدار کلرک پنجاب رجمنٹ انبالہ کینٹ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱ر مارچ ۱۹۴۳ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ میری فی الحال کوئی منقولہ و غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب بفضل خدا زندہ موجود ہیں۔ اس وقت میں محکمہ فوج میں بطور حوالدار کلرک ملازم ہوں۔ جس میں مجھے فی الحال ۶۸ روپے ماہانہ ملتے ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو جائے تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ حق دار ہوگی۔ اگر میں اپنی کسی جائیداد کا کوئی حصہ اپنی زندگی میں ادا کر دوں تو وہ میری وصیت سے منہا سمجھا جائیگا۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں براہ راست یا بذریعہ لوکل انجمن ہائے احمدیہ داخل کرتا رہوں گا۔ چونکہ موجودہ جنگ میں پلٹنیں ایک جگہ سے دوسری جگہ (Move) کرتی رہتی ہیں۔ اسوجہ سے اگر کسی وقت خدانخواستہ حصہ وصیت صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں ارسال کر نیسے قاصر رہ جاؤں یا کسی لوکل انجمن احمدیہ کے نہ ہونیکی وجہ سے ادا نہ کر سکوں تو بھی میری وصیت بفضل خدا قائم رہیگی۔ اور بصورت بقایا جب بھی خدا مجھے توفیق دیگا میں ادا کر دونگا۔ اگر بقایا ادا کرنیسے پہلے خدانخواستہ کوئی حادثہ ہو جائے تو میرے ورثاء اس رقم کے ادا کرنیکے ذمہ وار ہوں گے۔ بشرطیکہ ان کو میرا (الاٹمنٹ) پہنچتا رہے۔ خدا تعالیٰ مجھے اس کی توفیق عطا فرمائے تاکہ میں سلسلہ احمدیہ قادیان کی خدمت کیساتھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نور اینڈ سنز کی تیر بہدف و شہرۂ آفاق ادویہ!

موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے

ضعف بصر۔ککرے۔جلن۔پھولا۔جالا۔خارش چشم۔پانی بہنا۔دھند غبار۔ پڑبال۔ناخونہ۔گوبانجی۔رتوندہ۔ابتدائی موتیا بند وغیرہ۔غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں وہ بڑھاپے میں اپنی نظر جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ +

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے لہٰذا آپکو بھی یہ موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہیئے حضرت میاں بشیر احمد صاحب۔ایم۔اے سلمہ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں:۔کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں۔کہ میں نے آپکا موتی سرمہ استعمال کیا اسے بہت مفید پایا۔گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہوگئی تھی۔کہ زیادہ مطالعہ یا تصنیف سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں سرخی بھی رہتی تھی۔ان ایام میں میں نے جب بھی آپکا موتی سرمہ استعمال کیا مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا +

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

بلاشبہ کمزوری اور ضعفی سے بڑھکر دنیا میں اور کوئی مصیبت نہیں اس سے نجات حاصل کرنیکے لئے آپ آج سے ہی اکسیر البدن رجسٹرڈ کا استعمال شروع کردیں۔کیونکہ دل میں نئی امنگ۔اعضاء میں نئی ترنگ۔دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔کمزور کو زور آور اور زور آور کو شہ زور نامرد کو مرد اور مرد کو جوانمرد بنانا اس اکسیر پر ختم ہے۔ایک ماہ کی خوراک کی قیمت پانچ روپے محصولڈاک علاوہ۔

جناب ملک بشیر محمد صاحب خالصا۔کوٹ رحمت خان سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میرے جسم میں جسقدر خطرناک عوارض تھے مثلاً فالج پسلی کا درد۔پیشاب کا جلن سے آنا۔اکسیر البدن کے ذریعہ ان سب کو آرام آگیا۔آپ جس دیانتداری سے ادویات تیار کرتے ہیں اس کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔آپکی ادویات کی تعریف جو اشتہار میں درج ہے انکے فوائد اس تعریف سے بے انتہا بلند ہیں"

اکسیر اکبر جس کا اثر مستقل ہے

اکسیر البدن کے علاوہ اسمیں حسب ذیل اجزاء شامل ہیں سونے کا کشتہ کستوری عنبر یوہمبین وغیرہ اسکے فوائد کے کیا کہنے۔یہ ایک ہی لاثانی دوا ہے۔اسکی موجودگی نے طبی دنیا میں ایک نئی روح پھونکدی ہے منجملہ ذیل نئی اور پرانی بیماریوں میں اس کا اثر فوری اور مستقل ہے ضعف مثل۔ضعف دماغ۔ضعف اعصاب۔ضعف ہاضمہ قبل از وقت بالوں کا سفید ہو جانا۔دل کی دھوکن سر کا چکرانا۔آنکھوں میں اندھیرا آنا۔بیچینی۔سستی۔اداسی۔ذرا سے کام سے دل کا کانپنا۔جسم میں سخت کمزوری وغیرہ بیماریوں کیلئے یہ اکسیر بفضلہ تعالیٰ آخری اور یقینی علاج ہے لاگت کے مقابلہ میں قیمت برائے نام یعنی ایکماہ کی خوراک تین روپے محصولڈاک علاوہ

اکسیر اکبر سے ۴۵ سالہ ۱۸ سالہ نوجوان بن گیا!

جناب ڈاکٹر شیر محمد خانصاحب۔عالی اسسٹنٹ سرجن فورٹ لاکھاٹ ضلع کوہاٹ تحریر فرماتے ہیں کہ اکسیر اکبر کی ایکماہ کی خوراک جو آپ سے منگوائی تھی ایک مریض جسکی عمر ۴۵ سال سے متجاوز ہو چکی تھی اور جسکو کمزوری قریباً بیس سال سے تھی استعمال کرائی گئی تو اسکے استعمال سے حیرت انگیز تبدیلی اس کے جسم میں رونما ہوئی جو سینکڑوں مقوی ادویہ کھانے سے بھی آجتک نہ ہوئی تھی یعنی اکسیر اکبر کے استعمال سے اسکی صحت ایسی ہوگئی جیسے ۱۸ سالہ نوجوان کی چڑھتی جوانی کا عالم ہوتا ہے۔"اکسیر اکبر واقعی اس زمانہ میں اپنا جواب نہیں رکھتی۔آپ ایکمرتبہ ضرور تجربہ فرمایئے۔

تریاق اعظم

اس ایک ہی تریاقی سے سر سے لیکر پاؤں تک کی جملہ بیماریوں کا علاج کر لیجئے۔گھر میں اس تریاق اعظم کی ایک شیشی ڈاکٹروں اور حکیموں کی ضرورت سے بے نیاز کر دیتی ہے۔سفر میں اسکی ایک شیشی کا پکی پاکٹ یا سوٹ کیس میں ہونا ایسی بات کی دلیل ہے کہ ہسپتال کی جملہ ادویہ آپکی پاکٹ میں ہیں اسکے ہر قطرہ میں آب حیات اور ہر مرض کیلئے اکسیر ہے اسکے ایک قطرہ کے حلق سے اترتے ہی مردہ جسم میں برقی لہر دوڑ جاتی ہے۔سر کے درد۔پسلی کے درد۔گھنٹیا کے درد۔عرق النساء کے درد۔معدہ کے درد۔جگر کے درد غرضیکہ جملہ قسم کے دردوں کیلئے تیر بہدف ہے۔ناسور جلے ہوئے آبلوں تلی۔بخار ہیضہ۔بدہضمی کیلئے اکسیر ہے۔قصہ کوتاہ قریباً دو صد امراض کا یہ ایک ہی علاج ہے مفصل حالات پرچہ ترکیب استعمال میں ملاحظہ فرمایئے۔

قیمت فی شیشی دو روپے چار آنے محصولڈاک علاوہ۔

تریاق اعظم سے جاں بلب مریض کو شفا ہوگئی!

مسٹر خلیل الرحمن صاحب۔اپرایر آبزرویٹری آگرہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے تریاق اعظم نامی دوا آپ سے منگوائی۔میں اسکی جسقدر بھی تعریف کروں کم ہے۔یہ تریاق ہر ایک بال بچے والے گھر میں ہونا ضروری ہے۔میرے پڑوس میں ایک جاں بلب مریض کو اس تریاق سے فوراً شفا ہوگئی اور ایسی مثالیں بیشمار ہیں جن میں آڑے وقت میں یہ تریاق اعظم

تیر بہدف ثابت ہوئی۔آپنے ایسی دوا ایجاد کر کے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔اگر اسے زندگی کا رہبر کہا جائے تو بجا ہے۔ایک شیشی کلاں جلد بذریعہ وی۔پی بھیجکر شکریئے کا موقعہ دیں۔

اکسیر بواسیر

یہ نامراد موذی مرض انسان کا خون نچوڑ کر ہڈیوں کا پنجر اور زندہ درگور بنا کر زندگی تلخ کر دیتا ہے۔اسکی مصیبت کو کچھ وہی بہتر سمجھ سکتا ہے جسے بدقسمتی سے اس نامراد مرض سے سابقہ پڑا ہو۔ہماری اکسیر اس ظالم مرض کو خواہ یہ کسی قسم کا ہو زیادہ سے زیادہ چودہ روز کے استعمال سے جڑھ سے اکھاڑ کر نیست و نابود کر دیتی ہے۔

قیمت تین روپے محصولڈاک علاوہ۔

تین شیشی اور بھیجئے!

جناب بابو سالم اکبر صاحب ہیڈ کلرک اچھاپور نواب گنج سے تحریر فرماتے ہیں کہ "میں نے اپنے ایک دوست کے لئے پہلے بھی اکسیر بواسیر نامی دوا آپ سے منگوائی تھی جس سے وہ دوست ایک سال تک بہت اچھے رہے۔ان کو دیکھکر اب اور مریضوں نے بھی خواہش ظاہر کی ہے۔لہٰذا بدیں خط ہذا تین شیشی اکسیر بواسیر اور بذریعہ وی۔پی بھیجکر شکریئے کا موقعہ دیجئے۔

اکسیر بچگان

یہ دوا چھوٹے بچوں کیلئے واقعی اکسیر ہی ہے۔اسلئے اس کا نام اکسیر بچگان رکھا گیا ہے۔اسہال ہر قسم پیچش اور بچوں کے سوکھا پن وغیرہ کیلئے یہ دوا بفضل خدا تیر بہدف ہے۔سبز رنگ کے اسہال اور سوکھا پن وغیرہ سے اکثر بچے ضایع ہو جاتے ہیں۔یہ دوا ان عوارض کیلئے تریاق ہے۔اور بڑی عمر والوں کیلئے بھی اسہال پیچش وغیرہ میں یہ دوا بہت مفید ہے۔

ایک شیشی کی قیمت صرف دو روپے محصولڈاک علاوہ۔

اکسیر ذیابیطس

ذیابیطس ایک بہت ہی خطرناک بیماری ہے۔یہ اندر ہی اندر انسان کو اتنا کھوکھلا بنا دیتی ہے۔کہ حقیقی معنوں میں انسان زندہ درگور ہو جاتا ہے۔لگاتار سالہا سال کے تجربہ کے بعد ایک ایسا نسخہ ہاتھ آگیا ہے۔جو اس موذی مرض کے لئے اکسیر اعظم ہے۔

(قیمت سالم کورس دس روپے)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے متعلق سکھ صاحبان کیا فرماتے ہیں؟

جناب سردار اربیل سنگھ صاحب ایم۔ اے

پرنسپل رندھیر کالج کپورتھلہ لکھتے ہیں۔ کہ "چونکہ جناب نے اس ترجمہ کے متعلق میری رائے طلب کی تھی۔ دس پندرہ صفحات ہر ہفتہ پڑھتا رہا۔ اور اب ایکدفعہ ختم کر چکا ہوں۔ میں نے پہلے انگریزی میں ترجمہ پڑھا ہے لیکن جو حظ اور فائدہ مجھے آپکے ترجمہ سے نصیب ہوا ہے وہ پہلے نہیں ہوا تھا۔ اب میرے بچے یہ ترجمہ پڑھ رہے ہیں۔ آپنے ایسا عمدہ اور سلیس ترجمہ شائع کر کے تمام پنجابیوں پر عموماً اور سکھوں پر خصوصاً بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کیونکہ سچائی سچائی ہی ہے خواہ کسی جگہ سے ملے۔ مجھے یقین واثق ہے۔ کہ اگر بہت سے پنجابیوں نے اس ترجمہ کو پڑھا تو وہ غلط فہمیاں جو خودغرض اشخاص نے یا جہالت اور ناواقفیت نے پھیلا رکھی ہیں دور ہو جائینگی۔ خدا آپکو اس محنت کا اجر عظیم دے۔ میں آپکا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپنے مجھے ایسا تحفہ دیا۔ جو دینی اور دنیاوی ترقی میں مدد دینے والا ہے۔

ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے

گورمکھی لٹریچر میں آج رسالہ پھلواڑی کا پایہ بہت بلند ہے اس رسالہ کے فاضل ایڈیٹر جناب گیانی ہیرا سنگھ صاحب درد اپنے فروری ۱۹۳۶ء کے پرچہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ چھپوایا ہے ۔ ۔ ۔ ۸۰۰ صفحات ہیں۔ کپڑے کی سنہری جلد ہے۔ ہمیں یہ دیکھکر خوشی ہوئی۔ کہ دنیا کے ایک بڑے مذہب کی مذہبی کتاب کا گورمکھی ترجمہ چھپا ہے۔ مذہب اور روحانیت کے خواہشمندوں کو ہر ایک مذہب کی مقدس کتاب کو ضرور پڑھنا چاہیئے۔ گورمکھی پڑھے ہوؤں کو اس بات کا کوئی علم نہ تھا کہ قرآن شریف میں کیا لکھا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کا یہ کارنامہ واقعی قابل تعریف ہے۔ کہ جنہوں نے گورمکھی دانوں کے لئے فرقان حمید کی تعلیم سے آگاہی حاصل کرنیکا سامان پیدا کر دیا ہے۔ ایڈیٹر صاحب نور کی اس اولوالعزمی کو دیکھ کر سکھوں کو بھی سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ اور وہ اپنی مذہبی کتب اور گورو صاحبان کے مقدس اقوال کا دیگر السنہ میں ترجمہ کر کے اصل لاگت پر دینے کا انتظام کریں۔"

جناب سردار عطر سنگھ صاحب گورنر صوبہ کشمیر

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ مجھے قرآن شریف کے مطالعہ کا بیحد شوق تھا لیکن عربی سے ناواقفیت ہونیکی وجہ سے آجتک خواہش پوری نہ ہو سکی۔ قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ ارسال فرما کر آپنے میرے مدت کے شوق کو پورا کیا۔ میں کس زبان سے آپکا شکریہ ادا کروں۔ بلاشبہ آپنے گورمکھی زبان میں ترجمہ کر کے گورمکھی دانوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور اسلام کی بڑی بھاری خدمت بجالائے ہیں۔

جناب گیانی دیدار سنگھ صاحب بی اے

(فاضل سکھ مذہب) سابق ہیڈ ماسٹر ہائی سکول توگل والا۔ ضلع گورداسپور لکھتے ہیں۔ کہ "سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور کے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کو نہ صرف میں نے پڑھا ہے بلکہ ایک ایک سطر اور ایک ایک لفظ کے مطلب کو سمجھا ہے۔ بلاشبہ اس ترجمہ نے ایک دیرینہ کمی کو پورا کیا ہے جو گورمکھی دانوں میں خصوصاً عرصہ سے ضرورت تھی۔ کیونکہ مادری زبان اپنے اندر جو جذب اور دل میں عمیق اثر پیدا کرتی ہے وہ اظہر من الشمس۔ آجتک کروڑوں مسلمان بھائی قرآن مجید کی تلاوت بلاناغہ کرتے چلے آتے ہیں۔ مگر انمیں گنتی کے ہی چند دوست ہونگے جنہوں نے اسکی اصلیت اور حقیقی تاثرات سے فائدہ اٹھایا ہو۔ سردار صاحب کی یہ کوشش واقعی قابل تحسین ہے کہ انہوں نے حضرت محمد صاحب جی کی تعلیم کو ہو بہو دینداروں تک پہنچایا ہے۔ جو عربی نہیں جانتے۔ مگر انکی ارواح فرقان پاک کی تعلیم سے مستفیض ہونے کیلئے تڑپ رہی تھیں۔ آیتوں اور رکوع کے باقاعدہ نمبر دیکر متن کیساتھ ساتھ چلنے کے خیال کو بہت اہمیت دیگئی ہے جس سے عربی پڑھے ہوئے دوستوں کو اصل سے مقابلہ کرنے کیلئے کوئی دقت اٹھانی نہیں پڑتی۔ قصہ کوتاہ مترجم نے اس الوالعزمی یعنی قرآن پاک کے گورمکھی ترجمہ سے سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان جو آزردگی اور کشیدگی کی وسیع خلیج حائل ہے کو پاٹنے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔ دلی دعا ہے کہ پرماتما ان کی اس نیک کوشش کو بارآور فرمائے۔"

سردار دیوی سنگھ صاحب گرنتھی

خان پور (ریاست بہاولپور) سے لکھتے ہیں کہ "میں نے قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ پڑھا۔ میں سردار محمد یوسف صاحب کی قابلیت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو انہوں نے جگت ادھار (دنیا کی نجات) کیلئے اس پاک کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ اور مخلوق خدا کیلئے نور خدا کا چشمہ کھولدیا ہے۔ چند روز ہوئے سردار محمد یوسف صاحب نے اپنی تیار کردہ کتابیں سکھ اور مسلمان اور سکھ مسلم اتحاد مسلمانوں کے احسان سکھوں پر۔ روانہ کیں اور میں نے بغور پڑھیں۔ میں نے قریباً سب خالصہ تواریخیں دیکھی ہیں۔ جو کچھ سردار صاحب موصوف نے لکھا ہے یہ بتین حقیقت اور واقعات ہیں۔ قرآن شریف کے اپدیش (ہدایات) سب شری گورو گرنتھ صاحب کے مطابق ہیں۔ سچ پوچھو تو سکھ اور مسلمان دو بھائی ہیں۔ سردار صاحب موصوف نے ان بچھڑے ہوئے دو بھائیوں کو گلے ملایا ہے۔ میں سردار صاحب کو ان کی ان کامیاب کوششوں کیلئے مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس مقدس کتاب (قرآن شریف) کے گورمکھی ترجمہ کو خلق خدا کے سامنے پیش کر کے ایک پراوپکار (سب سے بڑا کار خیر) بجالائے ہیں۔ واہگورو جی آپکو اس سے زیادہ طاقت بخشیں۔

جناب سردار سادھو سنگھ صاحب ایس ڈی ایم یاوال

تحریر فرماتے ہیں۔ کہ "میرے دل میں قرآن شریف کے پڑھنے کا بیحد شوق تھا۔ مگر بدیشی بھاشا میں ہونیکی وجہ سے میں اپنی خواہش کو پورا نہیں کر سکتا تھا۔ اب حال میں سردار محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ بڑی محنت سے عام فہم گورمکھی زبان میں کیا ہے جو خاکسار کو اپنے دوست بابو غلام محی الدین صاحب کے ذریعہ ملا ہے جس نے میری خواہش کو اسطرح پورا کیا جس طرح ایک خشک درخت بروقت آبیاری سے سرشار ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فاضل مصنف نے ترجمہ کرنیمیں کمال عقلمندی سے کام لیا ہے زبان نہایت شستہ ہے۔ ایسے کارنمایاں کی اسلام میں یہ پہلی نظیر ہے۔ یقیناً آپکا کارنامہ مذہبی دنیا میں قابل تعریف ہے۔ اور مذہب اسلام کیلئے خاص طور پر قابل فخر ہے۔"

رسالہ "اسلامک کلچر" (حیدرآباد دکن) اپنے جنوری ۱۹۴۱ء کے اشو میں

لکھتا ہے۔ کہ "شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار نور قادیان نے قرآن مجید کا ہندی ترجمہ شائع کیا ہے۔ اس سے قبل آپ کلام پاک کا گورمکھی ترجمہ بھی شائع فرما چکے ہیں جسکی گورمکھی علماء اور سکھ والیان ریاست تک نے بھی بہت تعریف کی ہے حال ہی میں آپکے ہندی ترجمہ نے بھی ہندو علماء اور ہندو حکمرانوں کی نظروں میں بہت قبولیت حاصل کی ہے۔ قرآن مجید کے ان ہر دو تراجم کے ذریعہ بہت سے غیر مسلموں کو اسلامی تعلیم سے واقفیت حاصل کرنے میں بہت مدد ملی ہے۔ جلد ہدیہ تین روپے دو پانچ روپے لاگت

(باقی بقیہ اشتہارات میں ملاحظہ فرمائیں)

(آقائی بقیہ اشتہارات میں ملاحظہ فرمائیں) ایڈیٹر و پبلشر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور سے شائع کردہ محمد یوسف ایڈیٹر و پبلشر نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور میں چھپوا کر شائع کیا